کچھ تلافیٔ مافات

حضرۃ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

حضرت مفتی صاحب مدظلہم بحمداللہ اب رو بصحت ہیں۔ آپ نے اپنی علالت کے دوران یہ مضمون تحریر کروا کر اپنے احباب اور متعلقین تک پہنچانے کی خواہش ظاہر فرمائی ہے۔ قارئین سے دعائے صحت کاملہ کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

★

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد!

احقر اس وقت اپنی عمر کا ستترواں سال گزار رہا ہے، اور یوں تو انسان کی پوری زندگی ہی اس کام کے لئے ہے کہ اسے سفر آخرت کی تیاری میں صرف کیا جائے، کیونکہ اس سفر کے لئے جوانی یا بڑھاپے کی کوئی قید نہیں، کتنے بوڑھے ہیں جنہوں نے اپنے پوتوں پڑپوتوں کو مٹی دی ہے اور کتنے جوان ہیں جو اپنی اولاد بھی نہیں دیکھ پائے۔ لہٰذا واقعہ تو یہ ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں آخرت کی فکر سے غفلت برتی جا سکے۔ لیکن خاص طور سے بڑھاپے کی اس عمر کا سب سے بڑا مطالبہ انسان سے یہ ہے کہ اگر اس نے ماضی میں غفلت برتی ہے تو کم از کم اب وہ مکمل طور سے سفر آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ ہو جائے۔

سفر آخرت کی تیاری کے یوں تو بہت سے شعبے ہیں، لیکن ان میں سب سے زیادہ سنگین معاملہ حقوق العباد کا ہے، کیونکہ وہ صاحب حق کی معافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا کسی دوسرے انسان) بھائی کا کچھ حق ہو اسکی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا، وہ اس سے آج معاف کرالے ایسے وقت سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم۔ (مشکوٰۃ باب الظلم)

اسی لئے میرے شیخ و مرشد اور مربی سیدی وسندی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

صاحب تھانوی ؒ نے شوال ۱۳۴۴ھ کے ماہنامہ "النور" میں (یعنی وفات سے تقریباً آٹھ سال پہلے) ایک مضمون "العذر والنذر" کے نام سے چھپوایا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ اپنے ذمہ جو حقوق العباد رہ گئے ہوں ان کا تصفیہ کیا جائے۔

عرصہ سے میرا بھی ارادہ تھا کہ اس قسم کا ایک مضمون تحریر کر کے اپنے اعزہ، احباب اور متعلقین میں شائع کروں، لیکن گوناگوں مصروفیات میں یہ کام ٹلتا گیا۔ آج جبکہ دورۂ قلب کے حملہ کی وجہ سے میں تقریباً اٹھارہ روز سے ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے طبیعت کو رو بصحت کر کے اتنا افاقہ بخشا ہے کہ میں اپنا یہ مجوزہ مضمون لکھوا سکوں میں چاہتا ہوں کہ اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔

حقوق العباد دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک مالی، دوسرے غیر مالی، جہاں تک مالی حقوق کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے کوشش ہمیشہ یہ کی ہے کہ اس قسم کے حقوق سے سبکدوش رہوں، اور جن کی ادائیگی باقی ہے، ان کا بحمد اللہ انتظام کر رکھا ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ کچھ حقوق میرے ذہن میں نہ رہے ہوں، لہٰذا اگر کسی صاحب کا کوئی مالی حق میرے ذمہ رہ گیا ہو جسے میں بھول گیا ہوں تو براہ کرم وہ مجھے یاد دلادیں، اگر مجھے یاد آگیا تو انشاء اللہ اسکی ادائیگی کر دوں گا۔

رہے غیر مالی حقوق، مثلاً کسی کو ناحق کچھ کہہ لیا ہو، کسی کی دلشکنی کی ہو، خواہ روبرو یا پس پشت اور خواہ ابتداءً ایسا کیا ہو یا انتقام میں جائز حدود سے تجاوز ہو گیا ہو یا کسی کو ناحق بدنی ایذاء پہنچائی ہو (اور اس قسم کے حقوق کا احتمال زیادہ ہے) ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ نہایت لجاجت سے درخواست ہے کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے معاوضہ لے لیں۔ (بشرطیکہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جائے۔) اور خواہ حسبۃً للہ معاف فرمادیں۔ میں دونوں حالتوں میں ان کا شکر گذار ہوں گا۔ کہ مجھ کو آخرت کے محاسبہ سے بری فرمایا۔ اور معافی کی صورت میں دعا بھی کرتا رہوں گا۔ کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا۔

جن مسائل میں احقر کو دوسروں سے علمی نظریاتی یا سیاسی اختلاف رہا ہے، ان میں اپنے شیخ و مربی سیدی و سندی حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے مزاج کے مطابق احقر کا معمول ہمیشہ یہ رہا ہے کہ میں نے اختلاف کو نظریہ، اصول اور مسلک حد تک محدود رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور اشخاص و ذوات کو اس کا ہدف بنانے سے حتی الوسع پرہیز کیا ہے۔ تاہم ان مسائل میں حدود کی رعایت آسان نہیں ہوتی، اس لئے ممکن ہے کہ کوشش کے باوجود کہیں حدود سے تجاوز ہو گیا ہو۔ اور

میرا قلم یا زبان کسی کی ناحق دل شکنی کا سبب بنی ہو، اس لئے جن حضرات سے میرا علمی، نظریاتی یا سیاسی اختلاف رہا ہے، ان سے بھی میری یہی درخواست ہے۔

حدیث میں کسی مسلمان بھائی کی معذرت قبول کر لینے اور اسے معاف کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں، بلکہ ایک حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ: "جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اس پر ایسا گناہ ہوگا، جیسا ظلماً محصول وصول کرنے والے پر ہوتا ہے۔" (ابن ماجہ) اور ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ "جس شخص سے اسکا بھائی معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے، وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ آنے پائے گا۔" (ترغیب وترہیب، منقول از العذر والنذر)

لہٰذا امید ہے کہ جن حضرات کے ایسے حقوق مجھ پر واجب ہیں۔ وہ ان احادیث کے پیشِ نظر انشاء اللہ مجھے ضرور معاف فرما دیں گے۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کسی شخص کی غلطی معاف کرنے یا معذرت قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے دوستانہ اور خصوصی تعلقات بھی ضرور رکھے جائیں، کیونکہ ایسا کرنا بعض اوقات مشکل اور بعض اوقات خلافِ مصلحت ہوتا ہے، لہٰذا معافی کی اس درخواست کا مطلب دوستی، بے تکلفی اور خصوصی مراسم کی درخواست نہیں ہے، صرف حقوقِ شرعیہ سے سبکدوش کرنے کی درخواست ہے۔

اور جسطرح میں دوسروں سے معافی کا طلبگار ہوں، اسی طرح حدیثِ نبویؐ کے بموجب اللہ تعالیٰ سے عفو و درگذر کی امید کرتے ہوئے اپنے وہ تمام غیر مالی حقوق بلا استثناء سب معاف کرتا ہوں جو کسی دوسرے مسلمان پر ہوں اور میرے جو مالی حقوق دوسروں پر واجب ہیں۔ اُن کے بارے میں یہ گذارش ہے کہ جن حضرات کو ادائیگی پر قدرت نہ ہو وہ مجھ سے خاص طور پر گفتگو کر لیں۔ انشاء اللہ ان کے لئے کوئی آسان راستہ نکال دوں گا، خواہ معافی، خواہ تخفیف، خواہ مہلت، خواہ اور کچھ۔

آخر میں اپنے تمام اعزہ احباب اور متعلقین سے درخواست ہے کہ وہ احقر کو حتی الامکان دعاؤں میں یاد رکھیں۔

جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

احقر

(مفتی) محمد شفیع عفا اللہ عنہٗ

۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ